السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا کسی عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر منعقد کیا جا سکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی بھی عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ احادیث میں ایسے نکاح کو مردود قرار دیا گیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: اگر کوئی والد یا اس کی عدم موجودگی کی صورت میں ولی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دے تو وہ نکاح مردود ہوگا، خواہ بیٹی بیوہ ہو یا دوشیزہ۔

ذیل میں دونوں کے متعلق ایک ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے:

1۔ بیوہ کی اجازت کے خلاف نکاح کا مردود ہونا

امام بخاری نے خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے:

(ان اباہا، وہی ثیب، فکرہت ذلک، فاتت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فردنکاحہا) (بخاري، النكاح، ح: 5138، 194/9)

''ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا اور تب وہ بیوہ تھیں، انہیں یہ (نکاح) پسند نہ تھا۔ اس لیے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تو آپ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔''

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

(باب اذا زوج الرجل ابنتہ، وہی کارہۃ، فنکاحہ مردود) (المرجع السابق 194/9

''اس بارے میں) باب، کہ جب آدمی اپنی بیٹی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کر دے، تو اس کا کیا ہوا نکاح مردود ہوگا۔)''

امام بخاری نے اس حدیث پر ایک دوسرے مقام پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

(باب لا یجوز نکاح المکرہ) (المرجع السابق، کتاب الاکراہ 318/12

''اس بارے میں) باب، کہ جبر کیے ہوئے شخص کا نکاح جائز نہیں۔)''

2۔ دوشیزہ کی اجازت کے خلاف کیا ہوا نکاح

حضرت ائمہ احمد، ابوداود اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

ان جاریۃ بکرا اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ان اباہا ووجہا، وہی کارہۃ، فخیرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم (المسند، ح: 2469، 155/4 (ط، مصر)، ابوداؤد، النکاح، فی البکر یزوجہا ابوھا ولا یستامرھا، ح: 2096، 84/6)، ابن ماجہ، النکاح، من زوج ابنتہ وھی کارھۃ، ح: 1880

''بلاشبہ ایک دوشیزہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا ہے اور وہ اسے ناپسند کرتی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا۔''

بیوہ اور دوشیزہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے متعلق امام ابن قیم تحریر کرتے ہیں:

"وموجب ہذا الحکم انہ لا تجبر البکر البالغ علی النکاح، ولا تزوج الا برضاہا، وہذا قول جمہور السلف، ومذہب ابی حنیفۃ واحمد فی احدی الروایتین عنہ، وہو القول الذی ندین اللہ بہ، ولا نعتقد سواہ وہو الموافق لحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امرہ ونہیہ، وقواعد الشریعۃ ومصالح امتہ" (زاد المعاد 96/5، نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق 5/96-99، وسبل السلام 3/236-238، ونیل الاوطار 255/6)

یہ اس بات کو واجب کرتا ہے کہ دوشیزہ کو (اس کی مرضی کے خلاف جگہ) نکاح کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اور اس کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر نہ کیا جائے۔ یہی جمہور سلف کا قول، ابوحنیفہ اور ایک روایت کے مطابق احمد'' ''کا مذہب ہے۔ اور ہم اللہ کے لیے اس قول کو بطور دین اختیار کرتے ہیں اور اس کے علاوہ دوسری رائے نہیں رکھتے اور یہی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ، امر و نہی، قواعد شریعت اور مصالح امت کے موافق ہے۔

ضروری تنبیہ: بعض باپ اور ولی دوشیزہ کی مرضی کے خلاف نکاح کرتے وقت کہتے ہیں کہ

''جو رشتہ مل رہا ہے وہ بہت ہی مناسب ہے اور بچی ناسمجھ ہے اور ہمارا مقصود صرف بچی کی خیر خواہی ہے۔''

ایسے نکاح کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے درج ذیل ثابت شدہ واقعہ پر غور کرنا ان شاء اللہ مفید ہوگا: امام احمد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور انہوں نے خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹی چھوڑی۔ انہوں نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو (اپنی بیٹی کا) نگران مقرر کیا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

وہ دونوں (عثمان اور قدامہ رضی اللہ عنہما) میرے ماموں ہیں۔ میں نے عثمان بن مظعون کی بیٹی کا رشتہ قدامہ بن مظعون سے طلب کیا تو انہوں نے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس کی ماں کے پاس آئے اور مال کے ذریعے اسے ترغیب دی تو ماں کا میلان ان (کے ساتھ بیٹی کا نکاح کرنے) کی طرف ہو گیا۔ بیٹی بھی اپنی ماں کے پیچھے لگی تو اُن دونوں نے (اسے) نامنظور کیا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرُو دونوں کا معاملہ پیش کیا گیا تو قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا:

"یا رسول اللہ! ابنۃ اخی اوصی بہا الی، فزوجتہا ابن عمتہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فلم اقصر بہا فی الصلاح ولا فی الکفاءۃ، ولکنہا امراۃ، وانما حطت الی ہوی امہا"

''اللہ کے رسول! (وہ) میرے بھائی کی بیٹی ہے، اس نے اس کا معاملہ مجھے سونپا، تو میں نے اس کا نکاح اس کے پھوپھی زاد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ میں نے اس کے لیے نیک اور ہم پلہ رشتہ تلاش کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، لیکن وہ تو عورت (زاد) ہے اور وہ یقیناً اپنی ماں کی خواہش کے پیچھے چل پڑی ہے۔''

انہوں (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ہی یتیمۃ ولا تنکح الا باذنہا)

''وہ یتیم بچی ہے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے گا۔''

یتیمۃ سے یہاں مراد بالغہ ہے، کیونکہ اجازت تو بالغہ عورت ہی سے لی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سابقہ حیثیت کے پیش نظر اسے یتیمہ کہا ہے۔

انہوں (ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا:

''اس کے مالک ہونے (یعنی اس کے ساتھ نکاح ہونے) کے بعد وہ مجھ سے چھینی گئی، تو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔''

(المسند، ح: 6136، 7/9-8 باختصار، دار قطنی، النکاح، ح: 37، 3/230، بیہقی، النکاح، ماجاء فی النکاح الیتیمۃ، ح: 13692، 7/195، المستدرک علی الصحیحین، النکاح 2/167)

اگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایسی عظیم شخصیت کے ساتھ دوشیزہ کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح باقی نہ رہا تو اور کسی شخص کے ساتھ دوشیزہ کی مرضی کے خلاف نکاح کرنے کی اجازت کیونکر ہو سکتی ہے؟

تنبیہ: بیٹی کے سابقہ نکاح کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے اسی بیٹی کا رشتہ طلب کرنے پر احتساب نہ کیا، کیونکہ بیٹی کی اجازت کے بغیر کیا ہوا نکاح شرعاً مردود ہوتا ہے۔ (بیٹی کی شان و عظمت، ص: 44-48)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ افکارِ اسلامی

نکاح کے مسائل، صفحہ: 525

محدث فتویٰ